ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر ناہید اختر
لیکچرار ٹیپو ماڈل سکول اینڈ کالج کبل، سوات
ڈاکٹر صنم شاکر
اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اردو، دی اسلامیہ یونیورسٹی بھاولپور، رحیم یار خان کیمپس
ڈاکٹر سائرہ ارشاد
لیکچرر، گورنمنٹ صادق کالج وومن یونیورسٹی بہاولپور

مثنوی مولانا روم بہ ترجمہ قاضی سجاد حسین: ایک مطالعہ

Dr.Naheed Akhtar
Lecturer, Tepu Model School & College kabbal Swat
Dr.Sanam Shakir
Assistant Professor, Deptt; of Urdu,The Islamia University Bahawalpur, Rahim Yar Khan Campus
Dr.Saira Irshad
Lecturer, Govt Sadiq College Women University Bahawalpur

A Study of Translation of Masnavi Molana Room by Qazi Sajjad Hussain

Maulana Romi is an important name (personality) in the Eastern Islamic State. In particular, "Masnavi Maulana Romi" is his masterpiece. Written in Persian, this Masnavi is a beautiful example of high values, wisdom,and philosophy and Islamic mysticism. This translated to almost all important and major languages of the world. There are many Translations in Urdu as well. One of them is the important effort of Qazi Sajjad Hussain. Who has completed this translation with separate features. In the following article, important features of Qazi Sajjad Hussain's translation have been pointed out. So that the presence of other translations can make clear the value, importance and usefulness of this translation.

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

Key Words: *Maolana Roomi, Wazi Sajjad Hussain,Islamic Mysticism, Values,Wisdom,Major language.*

مولانا جلال الدین رومی تیرھویں صدی عیسوی کے بڑے عالم وفاضل شخصیت تھے۔ دنیائے تصوّف کے ہر باشندے نے اُن کو اپنا مرشد تسلیم کیا ہے۔ وہ بلخ میں پیدا ہوئے اور قونیہ میں مقیم رہے اسی نسبت سے مولانا روم کے نام سے مشہور ہوئے۔ مولانا روم کی زندگی میں روحانی انقلاب کی وجہ شمس تبریز کی رفاقت ہے۔ انہوں نے شمس تبریز سے روحانی فیض پایا، ملاقاتوں کا یہ سلسلہ خفیہ نہ رہا اور مولانا روم وجد کی کیفیت میں رقص و سماع سے شغف رکھنے لگے، چنانچہ اُن کے عقیدت مندوں کو مولانا کی فکر ہوگئی اور یوں اُن کی شمس تبریز سے جدائی کے تدابیر ہونے لگی جس میں مولانا کا اپنا بیٹا بھی شامل تھا۔ داغِ مفارقت کے بعد اُن کی کیفیتِ اضطراب کو یاسر جوادیوں قلم بند کرتے ہیں:

> "شمس کے داغِ مفارقت کے بعد رومی کا اضطراب ناقابلِ برداشت ہو چلا تھا۔ انہوں نے خود کو سماع ورقص میں ہی محو کر لیا۔ معاصر علما ان کا بڑا احترام اور اس بے خودی پر اظہارِ افسوس کرتے لیکن سماع و رقص سے دل بستگی رومی کے روحانی دکھوں کا مداوا نہیں تھا۔ پھر آہستہ آہستہ اس بگولے کی تندی مدھم پڑنے لگی یہ ذہنی آویزش رفتہ رفتہ "مثنوی" کے شعری حسن وجمال میں ڈھلنے لگی۔" (۱)

مولانا روم کو اپنے روحانی مرشد شمس تبریز کی مفارقت نے مضطرب رکھا اسی اضطراب کے عالم میں رقص کرتے اور سماع سے دل بہلاتے مگر اس سے بھی دلِ مضطر کا مداوا نہ ہوا، تاہم مولانا کی عقیدت مند اور مریدِ خاص حسام الدین چلپی کے صحبت میں سکونِ قلب حاصل کی اور یہی صحبت مثنوی کی تخلیق کا محرک بنا۔ تیرھوی صدی عیسوی میں تخلیق کی گئی مثنوی مولانا روم ہنوز بھی مشرقی ادبیات پہ اثرانداز ہے۔ نتیجتاً عالمی سطح پہ اس کے تراجم کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ اثرات کا یہ سلسلہ فارسی اور اردو میں خاص طور پہ نمایاں ہے۔ اردو ادب کے نامور شعراء نے مولانا روم کے افکار سے استفادہ کیا ہیں خصوصی طور پر اقبالؔ رومی سے اس قدر متاثر ہیں کہ اُن کو اپنا مرشد تسلیم کرتے ہیں۔ پیرِ روم کے مریدانِ ہند کی یہ فہرست طویل ہے۔

مثنوی کے تراجم کے مرہونِ منت فارسی زبان سے نابلد قاری مثنوی رومی سے مستفید ہو رہے ہیں۔ کسی بھی دوسری زبان کی شہ پاروں کا ترجمہ گو کہ امر محال ہے لیکن صوفیانہ اور فلسفیانہ خیالات و مضامین پر مبنی تخلیق

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

پاروں کا ترجمہ تو انتہائی عرق ریزی کا متقاضی ہے۔ مرزا حامد بیگ ترجمے کی پیچیدگیوں کے حوالے سے پی۔ گرے کے خیالات نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> " میرے خیال میں ترجمے کا فن لطیف ترین جذبے کا متقاضی ہے حالانکہ اس پر عمل پیرا ہونا مشکل ترین مرحلہ ہے کیونکہ کسی غیر ملکی زبان کے الفاظ اور لسانی تشکیلات میں پوشیدہ مفہوم اور تجربے تک پہنچنا اور پھر اس کی روح کو زندہ رکھتے ہوئے اسے کسی دوسری زبان کے پیکرِ لفظی میں ڈھالنا اتنا آسان نہیں جتنا بظاہر نظر آتا ہے۔"(۲)

مترجمین کی ان قابلِ ستائش کاوشوں میں مولانا قاضی سجاد حسین کی کاوش لائقِ تحسین ہے جنھوں نے مثنوی کی چھ دفاتر کا نہ صرف اردو ترجمہ کیا بلکہ حواشی بھی تحریر کی۔ قاضی سجاد حسین کو عربی اور فارسی سے گہری دلچسپی رہی ہے۔ انھوں نے فارسی کے بیش بہا سرمایے جیسے گلستانِ سعدی، بوستانِ سعدی، گلزارِ دبستانِ کریمہ اور ہند نامہ کے علاوہ دیوانِ حافظ کا اردو ترجمہ و حواشی تحریر کر کے اردو زبان کو فارسی کے ان شہ پاروں سے مزئن کرنے اور اردو کے دامن کو بھرنے کی خاص جستجو کی ہے۔ ان محنت طلب اور مقبول تراجم کے بعد قاضی سجاد حسین نے مثنوی مولانا روم کا اردو ترجمہ کیا۔ قاضی سجاد حسین کے مطابق:

> "گزشتہ سالوں میں دیوانِ حافظ کو مترجم اور متحشیٰ کیا اور اُس کو بھی شائع کر دیا۔ اُس کی مقبولیت وہم و خیال سے بھی زیادہ ہوئی اور ہندوستان کے اہلِ علم اور تعلیمی حلقوں سے اُس کی اس قدر داد ملی کہ مثنوی مولانا ورم پر کام کرنے اور اُس کو شائع کرنے کا ارادہ کر لیا۔"(۳)

مثنوی کی مقدمے میں قاضی سجاد حسین نے مولانا کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات کو اختصار و جامعیت سے بیان کیا ہے۔ ان واقعات کی تصحیح و تصدیق میں مستند روایات سے مدد لی گئی ہے اور جہاں کہیں ان واقعات میں تضاد ملا ہے اس کو نشان زد بھی کیا ہے جس سے مترجم کی باریک بینی اور تحقیقی شعور کا پتا چلتا ہے۔

قاضی سجاد حسین مثنوی کے محرکات کا ذکر کرتے ہوئے حسام الدین چلپی کی صحبت کو اس کا محرک گردانتے ہے جو مولانا کے مریدِ خاص تھے۔ مثنوی میں پائے جانے والے مضامین کا مختصر ذکر قاضی سجاد حسین نے اپنے مقدمہ میں کیا ہے جن سے مثنوی کی تشریح و تعبیر بڑھ گئی ہے۔ انھوں نے مثنوی میں زیرِ بحث لائے گئے چند

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

قرآنی تفاسیر، احادیث، اور صحابہ کرام سے منسوب واقعات میں مغالطوں کی طرف توجہ دلائی اور مثنوی کو صرف تصوّف کی کتاب تصور کرنے پر زور دیا ہے:

> "بحر حال مثنوی میں بہت سی احادیث وہ ہیں جو متحدثین کی اصطلاح میں کسی طرح بھی حدیث کہلانے کی مستحق نہیں اور ایسی احادیث کو احادیث کہہ کر بیان کر دینے کے معاملے میں محدّثین کا طرزِ عمل بہت سخت ہے۔ اسی طرح مولانا نے مثنوی میں صحابہ سے متعلق بعض ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جن کا ذکر صحابہ کے حالات پر مشتمل کتابوں میں کہیں نہیں ملتا۔ نیز مولانا نے مثنوی میں بعض آیات کی وہ تفسیر کی ہے جو معتبر مفسّرین کے نزدیک کسی طرح درست نہیں ہے۔ لہٰذا مثنوی کا مطالعہ کرنے والوں کو ان امور کا لحاظ رکھنا چاہیے اور تصوّف کے مسائل ہی میں اُس کو شمع راہ بنانا چاہیے۔"(۴)

قاضی سجاد حسین نے مثنوی کی اس کتاب میں مولانا کی زندگی اور اُن کی عصری صورتِ حال کے علاوہ مثنوی کے فکری پہلوؤں اور تصوّف کی اصطلاحوں کو جس طرح واضح کیا ہے اس سے قاری کے لیے نہ صرف مثنوی کو فکری سطح پر سمجھنے میں آسانی ہوگئی ہے بلکہ مغالطوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ علمیت میں فروغ کا باعث بھی ہیں۔

مشرقی علمی زبانوں سے خاص ذہنی انسلاک اور تعلق کی بنا پر سجاد حسین مثنوی مولانا روم جیسے ضخیم اور پُر معنی تخلیق کا ترجمہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ مثنوی رومی سے پہلے وہ "گلستانِ سعدی" اور "دیوانِ حافظ" جیسے شاہکاروں کے اردو تراجم کر چکے تھے لہٰذا مثنوی مولانا روم کا ترجمہ کرتے وقت زبان کے سقم کا شکار نہیں ہوئے۔ بلکہ تمام تر دقیق اور پیچیدہ اصطلاحات اور فکریات کے ہوتے ہوئے ترجمہ کرنے میں کامیاب ہوئے جو بہر صورت ایک قابل ستائش عمل ہے۔

مثنوی مولانا روم بذاتِ خود چونکہ تہہ دار اور تصوّف کے پیچیدہ خیالات و مضامین کی حامل ہے۔ ایسے مضامین کو کسی دوسری زبان میں ڈھالنا نہایت عرق ریزی اور وسیع مطالعے کا متقاضی ہے۔ پروفیسر ظہور الدین ایسے تراجم کے بارے میں رقم طراز:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

" ترجمہ ویسے ہی ایک بہت مشکل فن ہے اس پر اگر اسے ایسے تحریر سے بھی واسطہ پڑے جس کا اپنا وجود اس قدر تہہ دار ہو کہ اُس کی اصل مفہوم تک رسائی حاصل کرنا ہی مشکوک نظر آئے یا یہ پتا نہ چلے کہ اُس تحریر کا مصنف کیا کہنا چاہتا ہے تو ترجمہ نگار کی دقتوں کا اندازہ آپ کر سکتے ہے۔ "(۵)

قاضی سجاد حسین نے مثنوی کے فارسی اشعار کا بین اسطور اردو ترجمہ کیا ہیں۔ انہوں نے اس کا لفظی ترجمہ نہیں کیا بلکہ نفسِ مضمون پر توجہ مرکوز رکھ کر بامحاورہ ترجمہ کیا ہیں ۔ اصل فارسی شعر کے ہر مصرعے کے نیچے اس کا اردو بارواں ترجمہ درج کیا ہے۔ مترجم نے انتہائے سادہ اور عام فہم الفاظ کا استعمال کیا ہیں۔ وہ دقیق خیالات کو اختصار سے بیان کرنے کے علاوہ تصوّف کے مشکل اصطلاحوں اور الفاظ کی تفصیل حواشی میں بیان کر کے قابلِ فہم بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً مثنوی کے یہ اشعار بمعہ ترجمہ:

" آفتابِ ار ترکِ ایں گلشن کُند
سورج اگر اس چمن کو چھوڑتا ہے
تا کہ تحت الارض دار وشن کُند
تو اس لئے کہ زمیں کے نیچے حصہ کو روشن کرے
آفتابِ معرفت را نقل ایست
معرفتِ (خداوندی) کے سورج (پیر) کے لیے منتقل ہونا نہیں ہے
مشرقِ اُو غیر جان و عقل نیست
اُس کی مشرق صرف روح اور عقل ہے "(۶)

یہاں مترجم نے آفتاب کی معنی سورج لکھا ہے جو بظاہر سادہ نظر آتا ہے لیکن اس کی اندر معنی خیز گرہیں حواشی میں یوں کھولتے ہیں:

"آفتاب۔ سورج کو فیض رسانی کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا پڑتا ہے۔ زمین کی فوقانی سطح سے منتقل ہو کر زمین کی تختانی سطح کے باشندوں کو نور پہنچاتا ہے لیکن شیخ اپنی جگہ رہتا ہے اور زمین کے ہر حصّہ کے باشندوں کو فیض پہنچاتا ہے۔ "(۷)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

حواشی میں توضیح و تفصیل پیش کرنے کے علاوہ مترجم نے ہر دفتر کے مقدمے میں اُس دفتر سے متعلق تصوّف کے اصلاحوں کی تفصیل درج کی ہے۔ مقدمات میں موجود ان اصطلاحات کی توضیح و تشریح سے نہ صرف مثنوی کی فہم و ادراک میں مدد ملتی ہے بلکہ تصوف میں دلچسپی رکھنے والے طالب علموں کو علمی معاونت بھی فراہم ہوتی ہے۔ قاضی سجاد حسین ترجمہ میں کئی جگہوں پر الفاظ کی غیر ضروری تراجم سے گریز کرتے ہوئے الفاظ کا مطلب حواشی میں سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً لفظ "حلق" کی تشریح نہایت سادہ انداز میں یوں کرتے ہیں:

"لقمہ بخشی آید از ہر کس بکس
لقمہ دینا ہر شخص کا ہر شخص کے لیے ہو سکتا ہے
حَلق بخشی کارِ یزدان ست وبس
حلق بخشنا صرف اللہ (تعالےٰ) کا کام ہے
لقمہ بخشی۔ ایک انسان دوسرے کو لقمہ تو دے سکتا ہے لیکن حلق عطا کرنا صرف خدا کا کام ہے یعنی تعلیم و تربیت دینا تو انسانی فعل ہے لیکن طالب کے اعضاء کا اُس کو قبول کرنا اور اُس میں قبولیت کی استعداد پیدا کرنا اللہ ہی کا کام ہے۔" (۸)

پروفیسر ظہورالدین کے مطابق:

"خاطر نشان رہے کہ مقبول الفاظ، تراکیب اور معروف اصطلاحوں کو نظر انداز کر کے محض جوشِ اختراع میں نئی تراکیب یا اصطلاحات تراشنا ایک غیر ضروری محنت ہے جو مترجم کے کام کو بڑھاتی ہے اور قاری کے لیے نئی اُلجھن پیدا کرتی ہے۔"(۹)

مثنوی کے مذکورہ بالا حوالے کے مطابق قاضی سجاد حسین ترجمہ کرتے وقت لفظ "حلق" کا متبادل لفظ اختیار نہیں کرتے بلکہ اس کی وضاحت مثنوی میں بیان شدہ اس شعر سے پہلے اشعار اور نفسِ مضمون کو مدّ نظر رکھتے ہوئے کرتے ہیں جس سے لفظ اور مضمون دونوں کا آسانی سے ادراک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح لفظ "خروب" کا مفہوم اور اس کے علامتی استعمال کی وضاحت یوں بیان کرتے ہیں:

"آں زماں کت امتحاں مطلوب شد
جس وقت امتحاں کرنا تیرا مقصود بنا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

مسجدِ دینِ تو پُر خُرّوب شد
تیرے دین کی مسجد خُرّوب (گھاس) سے بھر گئی
خُرّوب۔ ایک گھاس ہے جس کا مکان پر اُگنا مکان کی بربادی کی علامت ہے۔" (۱۰)

مترجم نہ صرف لفظ کی تشریح کرتے ہیں بلکہ اس کے لفظی مفہوم کو تحریر کرتے ہوئے لغت تلاشی کی زحمت سے بھی قاری کو بچاتے ہیں۔ تاہم اس لفظ کی علامتی استعمال کی وضاحت حواشی میں تحریر کر کے شعر کو جامع اور مکمل طور پر قابلِ فہم بناتے ہیں۔ ایک اچھے مترجم کا یہ وصف ہے کہ وہ فن پارے کی اصل زبان اس کے الفاظ کی تہذیبی و علامتی حیثیت اور معنوی خصوصیت سے آگاہی رکھتا ہو۔ تاکہ مضمون کی اصل روح برقرار رہے۔ عبدالمجید سالک اس حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

> " ادبی چیزوں کا ترجمہ کرنے میں انتہائی احتیاط اور پابندی ملحوظ رکھنی چاہیے تاکہ اصل فنکار کی تخلیق کی کوئی صوری یا معنوی خصوصیت مسخ نہ ہونے پائے۔ اصل کے الفاظ کی پیروی اس کے فقروں کے بانکپن کی حفاظت اور اس کے بیان کی روح، غرض ہر چیز ترجمے میں منعکس ہونی چاہیے۔"(۱۱)

قاضی سجاد حسین کی ترجمہ نگاری پر نظر ڈالنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ انھوں نے مثنوی مولانا روم کو اردو میں منتقل کرتے ہوئے اصل کلام میں موجود بانکپن اور زبان کی روح کی حفاظت کی ہیں انھوں نے غیر ضروری ردّوبدل سے احتراز برتا ہے نتیجہ یہ کہ مثنوی کے اردو ترجمے میں معنوی سطح پر کوئی ابہام نظر نہیں آتا بلکہ مثنوی کے معنوی حسن زیادہ نکھر کے سامنے آیا ہے۔

قاضی سجاد حسین نے مثنوی کا ترجمہ کرتے وقت سادہ و سلیس زبان کا استعمال کیا ہے۔ اگرچہ معنوی گہرائی کے پیشِ نظر مثنوی کا سادہ ترجمہ ایک مشکل امر ہے تاہم فارسی اور اردو زبان پر یکساں عبور کے باوصف انھو ں نے ترجمہ کرتے وقت زبان کی چاشنی اور سلاست کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے۔ سادہ و سلیس ترجمہ نگاری کی ایک اور مثال:

"شاخِ گل ہر جا کہ روید ہم گل ست
پھول کی شاخ جہاں بھی اُگے پھول ہے

خُمِّ مل ہر جا کہ جوشد ہم مل ست
شراب کا مٹکا جہاں بھی جوش مارے شراب ہے" (۱۲)

مثنوی کی اس سادہ، سلیس اور قابلِ فہم انداز کو دیکھتے ہوئے مجموعی طور پر یہ تاثر قائم ہوتا ہے کہ مترجم نے نہایت عرق ریزی سے مثنوی مولانا روم کا مطالعہ کیا ہے۔ ترجمہ کرتے وقت فلسفیانہ مضامین اور تصوف کے گہرے رموز کو سمجھانے کے لیے مترجم نے حواشی میں علامات کی توضیح کی ہیں جس سے مثنوی کی معنویت اور متصوّفانہ اصطلاحات قابل فہم ہو جاتے ہیں۔ مشکل الفاظ کے معنی بھی حواشی میں درج کیے ہیں جس سے قاری لغت تلاشی کی زحمت سے بچ جاتے ہیں۔ مترجم نے مثنوی کے نفسِ مضمون سے سروکار رکھا ہے اور کہیں بھی مترجم کا رنگ مثنوی پر غالب ہوتا ہوا دکھائی نہیں دیتا بلکہ ادبی دیانت داری کا مظاہر کرتے ہوئے مثنوی کی معنوی سطح کو برقرار رکھنے کی جستجو کی ہے نیز اردو زبان کی چاشنی اور جملوں کی ساخت و روانی کا خیال رکھا ہیں۔ سلیس و شگفتہ زبان میں مثنوی کا یہ ترجمہ واضح کرتا ہے کہ قاضی سجاد حسین زبان دانی میں مہارت اور فنِ ترجمہ نگاری سے بھرپور واقفیت رکھتے ہیں۔ اُن کی اس ترجمہ نگاری سے اردو ادب و تصوف میں دلچسپی رکھنے والے قاری مولانا روم کے خیالات و افکار سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اور بلاشبہ یہ ترجمہ ہماری زبان کو ثروت مند بنانے، نیز علمی سطح پر اردو ادب میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔

حوالہ جات

۱۔ یاسر جواد۔ ۱۰۰ عظیم مسلمان۔ الفیصل ناشران۔ لاہور۔ ۲۰۱۵ء۔ ص۔ ۲۲۰۔۲۱۹

۲۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ۔ مغرب سے نثری تراجم مقتدرہ قومی زبان ۔اسلام آباد۔ طبع اول۔ ۱۹۸۸ء۔ ص۔ ۲۳

۳۔ قاضی سجاد حسین۔ مثنوی مولوی معنوی۔ حامد اینڈ کمپنی۔ لاہور۔ دفتر اول۔ ۱۹۷۴ء۔ ص۔ ۱

۴۔ ایضاً۔ ص۔ ۲۸

۵۔ پروفیسر ظہور الدین۔ فنِ ترجمہ نگاری۔ کلاسیک آرٹ پرنٹرز۔ نئی دہلی۔ ۲۰۰۶ء۔ ص۔ ۱۳

۶۔ قاضی سجاد حسین۔ مثنوی مولوی معنوی۔ حامد اینڈ کمپنی۔ لاہور۔ دفتر دوم۔ ۱۹۷۶ء۔ ص۔ ۱۹

۷۔ ایضاً

۸۔ قاضی سجاد حسین۔ مثنوی مولوی معنوی۔ دفتر سوم۔ ص۔۱۶

۹۔ پروفیسر اظہور الدین۔ فنِ ترجمہ نگاری۔ ص۔۱۷۳

۱۰۔ قاضی سجاد حسین۔ مثنوی مولوی معنوی۔ حامد اینڈ کمپنی۔ لاہور۔ دفتر چہارم۔۱۹۷۷ء۔ ص۔۴۸

۱۱۔ خلیق انجم۔ مرتب، فنِ ترجمہ نگاری۔ ثمر آفسٹ پرنٹرز۔ نئی دلّی۔ اشاعتِ سوم۔۱۹۹۶ء۔ ص۔۱۱۳

۱۲۔ قاضی سجاد حسین۔ مثنوی مولوی معنوی۔ حامد اینڈ کمپنی۔ لاہور۔ دفتر ششم۔۱۹۷۸ء۔ ص۳۰